

نقش کا آغاز

- روسی نظام کے انہدام کی طرح نیو ورلڈ آرڈر بھی اپنے انجام کو پہنچے گا۔
- امریکہ، مغرب سے سن لے مسلمان جہاد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔
- قومی و ملکی حالات کا بے لاگ تجزیہ اور بصیرت افروز تبصرہ

مورخہ ۲۹ اپریل کو ایوان بلا سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب سینٹ اور قومی اسمبلی کے اراکان پر مشتمل ایک نمائندہ وفد کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے جمعہ کارور تھا۔ انہوں نے ناز جمعہ جامع مسجد دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق کی اقتداء میں ادا کی اس موقع پر مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اور سینٹ کے چیئرمین نے مختصر جوابی تقریر بھی کی۔ مولانا سمیع الحق کی تقریر پارلیمنٹ کے نمائندہ وفد کے حوالے سے براہ راست حکمرانوں اور سیاستدانوں سے مخاطبت تھی قومی و ملکی حالات کا تجزیہ انگریز کے فرسودہ نظام کی تباہ کاریاں عالمی سیاست کا آثار چڑھاؤ، حکومت اور سیاسی قیادت کے فرائض، امت مسلمہ کی حالت زار اور نشاۃ ثانیہ کیلئے نشان راہ، سنٹرل ایشیا کی نوآزاد مسلم ریاستوں میں دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے دارالعلوم حقانیہ کا کردار اور مسلم امہ کے لیے ممکنہ لائحہ عمل، آزاد کشمیر، بوسنیا، افغانستان کی حالت زار روسی نظام کے انہدام کے بعد امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی تلوار اس کی چہرہ دستیاب اور انجام اور اس نوعیت کے کئی ایک عنوانات پر ہمہ پہلو حاوی ایک بے لاگ تجزیہ و تبصرہ ہے جو بہی خواہان ملت اور مملکت کے ارباب بست و کشاد کے لیے نور بصیرت ہے بطور نقش آغاز کے پیش خدمت ہے۔

(عبدالقیوم حقانی)

ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج پاکستان کے ایوان بالا جمہوری ادارہ سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب چیئرمین جناب میر عبدالجبار خان اپنے رفقاء و اراکین پارلیمنٹ جناب محمود خان اچکزئی جناب اجمل خان خٹک

جناب نواب محمد نیاز خان جوگیزنی جناب اعظم ہوتی جناب حمید خان اچکزنی کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، ان حضرات کی یہ خواہش تھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و مشائخ اور طلبہ سے ملاقات کریں چنانچہ آج انہوں نے یہاں نماز جمعہ پڑھنے اور یہاں کے طلبہ و اساتذہ سے ملاقات اور دارالعلوم کا معائنہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ جامعہ حقانیہ کو ملک بھر میں ایک علمی و دینی مقام اور مرکزیت حاصل ہے۔ بحمد اللہ آج مملکت مسلمہ کا ایک علمی سرمایہ ہے ملک بھر کے تمام علاقوں میں اس کے فضلاء خدمتِ علم و دین میں مصروف ہیں جناب اچکزنی صاحب جناب جوگیزنی صاحب اور جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب، بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حضرات بھی خوب جانتے ہیں کہ آج بلوچستان کے اضلاع اور وہاں کے دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں اگر علماء ملیں گے تو وہ زیادہ تر دارالعلوم حقانیہ ہی کے فضلاء ہوں گے اس لیے بلوچستان کے ان قائدین کو بھی دارالعلوم دیکھنے کی دیرینہ تمنا تھی پھر گزشتہ ۴۰، ۵۰ سال سے افغانستان کے طلبہ بھی یہاں پڑھتے رہے اور خدا کا فضل ہے کہ گزشتہ جہاد میں عاذ جنگ کی تیادت دارالعلوم ہی کے فضلاء کے ہاتھ میں رہی صرف جہاد ہی نہیں افغانستان کے تمام صوبوں میں اب جو دینی مدارس، تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہے یا جہاد سے قبل مراکز تعلیم تھے وہ بھی دارالعلوم ہی کا فیضان ہے۔

وسطی ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں میں بھی دارالعلوم حقانیہ نے اپنا تعلیمی تبلیغی اور تحریر کی کام شروع کر دیا ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ آج دارالعلوم کے احاطہ، ماوراء النہر میں سو سے زائد طلبہ وسطی ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں ازبکستان اور تاجکستان وغیرہ سے تعلق رکھنے والے زیر تعلیم ہیں اور ان کو ان ہی کی زبان میں پڑھایا جاتا ہے سفر ال ایشیاء کے مزید ۵۰۰ سے زائد طلبہ اس کے منتظر ہیں کہ انہیں پاکستان لاکر دارالعلوم حقانیہ میں تعلیم دلایا جائے۔

ابھی تین ہفتے قبل دارالعلوم حقانیہ میں امام حرم تشریف لائے تھے یہاں پر انہوں نے ماسکو کے ایک طالب علم سے قرآن سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ اسلام کا معجزہ ہے کہ وہاں پر مسلمان ڈیڑھ سو سال تک غلام رہ کر، مقید اور محبوس رہ کر اسلام کی حفاظت کرتے رہے، ان میں آج بھی سچی طلب، تڑپ، جذبہ اور ولولہ موجود ہے ان کی اسلام کے ساتھ وارتنگی، تعلق، محبت اور شیفگی کا جو تعلق ہے اور جو کیفیت ہے وہ ہم سے مختلف اور بدرجہا بہتر ہے وہاں کے طلباء جب یہاں آتے ہیں تو کوٹ پتلون، سفرنی تہذیب اور سفرنی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں مگر چند روز میں ان کی زندگی بدل جاتی ہے بلا کا حافظہ ہے غضب کا شوق علم و مطالعہ ہے یہاں چند روز قیام کے بعد ان کے چہروں پر نورانیت اور برکات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ پر خدا کا فضل ہے آپ حضرات جو دارالعلوم میں تشریف لائے

ہیں میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں آپ ایوان بالا کے فائین پارلیمنٹ کی مؤثر قوت ہیں قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اور تجربہ کار پارلیمنٹری ہیں اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے آپ پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں میں ہماری تبلیغ اور آواز اور پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

دنیا کے نقشے بدل رہے ہیں روسی نظام درہم برہم ہو گیا امریکی نیو ورلڈ آرڈر خود اپنے ہاتھوں تباہ ہو گا لہذا ہمارے ملک کے سارے مسائل کا حل صرف اور صرف رجوع الی اللہ میں ہے قرآن اور اسلامی نظام کے نفاذ میں منحصر ہے۔ ہم نے پاکستان میں ۵۴ سال سے کوئی نیا نظام نہیں اپنایا اور نہ آزمایا ہم انگریز کے دیئے ہوئے اسی استعمالی نظام کے نفاذ میں لکیر کے فقیر بنے رہے جس کا ثمرہ لوٹ کھسوٹ ہے ظلم و تشدد ہے جھوٹ اور فریب ہے جس میں نہ تو صحیح جمہوریت ہے اور نہ عدل و انصاف نام کا کوئی وجود، اس لئے ہم آج تک ملک کو تجربان سے نہ نکال سکے اسی انگریزی نظام ہی کی برکتیں ہیں کہ ملک میں بحران پہ بحران آ رہا ہے جب ہم انگریزی نظام کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انگریزی نظام جو اس وقت وہاں برطانیہ یا امریکہ میں رائج ہے بلکہ وہ یہ ہے کہ ہمارے لیے انگریز کا بنایا ہوا طالعہ اور دھیمانہ نظام جو وہ ہیں دے کر چلا گیا ہے ورنہ اب انگریزوں کے ہاں مروجہ نظام میں ظلم و ستم و دہشت گردی اور اندھیر نگری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے جمہوریت کے بھی قابل ہیں، بنیادی حقوق کے بھی، عدل و انصاف کے بھی، ان کے ہاں بوڑھوں کے بھی حقوق ہیں بے روزگاروں اور بچوں کے بھی اور حیوانوں اور کتوں کے بھی۔ مگر ہمارے ملک کو ایام غلامی کا جیلخانہ تصور کرتے ہوئے غلام قیدیوں کے لیے انہوں نے جو قواعد اور نظام وضع کیا تھا ہم آج بھی ظلم کا انہی چکیوں میں پس رہے ہیں انہوں نے ہم پر اپنے جو کاسہ لیس اور پھو مقرر کیے وہی آج تک حکومت کرتے چلے آ رہے ہیں آپ دیگر ممالک پر نظر ڈالیں۔ اسرائیل کا اپنا نظام ہے چین نے اپنا نظام بنایا، برطانیہ نے اپنا نظام قائم کیا مگر یہاں پر انگریز کی معنوی اولاد نے مکمل نظام کی تبدیلی تو کیا کسی ایک شعبہ کی تبدیلی نہیں آنے دی ہم آج بھی ۱۹۴۷ء اور ۱۹۷۹ء کے قوانین سے چپٹے ہوئے ہیں یہیں نظریہ پاکستان کی قدر کرنی چاہیئے تھی، ہمیں اپنے نظریاتی اساس کا تحفظ کرنا چاہیئے تھا۔ آج ہمارے سرخ پر نیو ورلڈ آرڈر کی تلوار تلک رہی ہے دشمن سب ایک اور متحد ہیں۔ چین، بھارت، روس، اسرائیل اور امریکہ سب عالم اسلام کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ الجزائر، مصر، سعودی عرب، کشمیر، افغانستان، پاکستان، سب ان کی مطلوبہ سیاست کا ٹارگٹ اور مفادات کا ہدف ہیں وہ سب یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اکٹھے نہ ہوں۔ پہلے کیونز م سے مقابلہ تھا۔ امریکہ اس سے لڑتا رہا جب ایک صدی میں اس کی حقیقت اور اصل روپ نکھر کر سامنے آیا تو وہ ہاتھ دھو کر اسلام کے پیچھے پڑ گیا بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا ہوا کھڑا کر کے

مسلمانوں کو وحشی باد رکرنے کی تحریک چلاتی اگر جہاد کا نام دہشت گردی ہے اگر آزادی اور حقوق کے حصول کا نام دہشت گردی ہے تو یاد رہے کہ یہ اسلام کے ساتھ لازم اور ملزوم ہیں امریکہ غور سے سن لے کہ مسلمان بغیر جہاد کے زندہ نہیں رہ سکتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ذوقہ سناہما الجہاد“ اونٹ کا تشخص اور انفرادیت کو ہان ہے، ملت اسلامیہ کا استحکام، تشخص اور پہچان جہاد سے ہے امریکہ پر جہاد کی قوت ظاہر ہو چکی ہے، اسی جہاد کی برکت سے مسلمان پھر اکٹھے ہوں گے روس کی طرح امریکہ بھی تہس نہس ہو گا۔ مگر آج بدقسمتی سے ہماری سیاست بالعکس جا رہی ہے ہمارے حکمران کی سوچ رہے ہیں، حکمران ہوں یا سیاست دان سب ایک سے ایک بڑھ کر امریکہ کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں ایٹمی پلانٹ کا مسئلہ ہو یا اسلامیائزیشن کا عمل، کشمیر کا مسئلہ ہو یا ملک میں کسی بھی تعمیری کام کا مسئلہ، جب تک امریکہ جہاد کے حضور سجدہ نہ کیا جائے اور وہاں سے اجازت نہ مل جائے قدم نہیں اٹھایا جاتا۔

بہر حال میری گزارشات معزز مہانوں سے یہی ہیں کہ اللہ نے آپ کو ایک مقام دیا ہے، آپ پارلیمنٹ کا ایک نمائندہ وفد ہیں۔ سینٹ نے گزشتہ نو دس سال سے بحرانوں میں جس طرح پاکستان کی رہنمائی کی ہے وہ ایک تاریخی ریکارڈ ہے آپ پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ میں بھی بنیادی اور موثر کردار ادا کر سکتے ہیں جب یہاں امن قائم ہو گا اسلامی نظام نافذ ہو گا تو افغانستان سمیت سنٹرل ایشیاء کی وسطی ریاستوں تک اس کے علمی و روحانی اور مادی و سیاسی اثرات پہنچے گئے اور امت کے اتحاد، غلبہ اور بحیثی کی فضا بننے کی اور کیا خبر! کہ پاکستان کو اس میں سبقت و اولیت کا شرف حاصل ہو۔

جناب و سیم سجاد جیسے مین سینٹ کا خطاب میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک بار پھر یہ موقع ملا کہ میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت ”اسمٰح الحق کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مجھے یہاں حاضری کی سعادت پہلے بھی دو مرتبہ حاصل ہو چکی ہے میں جب بھی یہاں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ محمد رندین کی خدمت خوب ہو رہی ہے علم پڑھایا جا رہا ہے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے خلوص اور جفاقتی کے ساتھ اس دارالعلوم کو ترقی دی، اُن کی عزت شخصیت عظمت اور کمال کی ایک دنیا معترف ہے صرف پاک و ہند ہی نہیں بلکہ تمام مسلم ممالک میں اگر بلند ترین علمی اور دینی مقام کسی شخصیت کو حاصل ہو سکتا ہے اور جس کا تصور ممکن ہے تو وہ مولانا عبدالحقؒ کو دے گا، اسی طرح مولانا مرحوم کے جانشین مولانا اسمٰح الحقؒ نے بھی اپنے عظیم والد کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے پیغام کو آگے بڑھا۔ نہ کی کوشش کی اور اس میں وہ سرفروار کا سیاب رہے ہم اُن کی دینی خدمات کے شکر گزار